نور بشر کی وضاحت

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

الحمد لله الذی خلق نور محمد من نوره وابدالخلق من نوره والصلوة والسلام علی نور الولین والاخرین سید النبیاء محمد ن المصطفےٰ و علی اله وصحبه اجمعین۔ اما بعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قد جآء کم من الله نور وکتاب مبین

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نوراور روشن کتاب (سورۃ مائدہ)۔

محترم قارئین کرام! اس آیت کریمہ میں اکابرین اہل سنت و جماعت کے نزدیک نور کا مصداق محبوب کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے اور کتاب سے مراد قرآن عظیم ہے۔ نور اور کتاب کے درمیان واؤ عاطفہ ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد دو الگ الگ وجود ہیں۔

اب مفسرین حضرات کے حوالہ جات تحریر کیئے جاتے ہیں۔ للہ ذرا تعصب کی عینک اتار کر ملاحظہ فرمائیں، ممکن ہے کہ متلاشی حق کے لئے خضر راہ ثابت ہو۔

رئیس المفسرین سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب روشن۔ اس آیت کریمہ میں کلمہ ''نور'' سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کا وجود اطہر ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

اسی طرح سب مفسرین حضرات جن کے حوالے لکھے جارہے ہیں وہ بھی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ نور سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا وجود اطہر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں تفسیر روح المعانی، تفسیر جلالین، تفسیر کبیر، تفسیر ابن جریر، تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک، تفسیر صاوی، تفسیر ابوالسعود، تفسیر غرائب، تفسیر روح البیان، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر سراج منیر، تفسیر موضح القرآن۔

جیسا کہ پہلے اوپر لکھا جاچکا ہے کہ ان سب مفسرین کرام نے یہی تفسیر کی ہے کہ من اللہ نور سے مراد محبوب کریم ﷺ ہیں۔ کیا ان سب جلیل القدر، رفیع الشان، ہردلعزیز اور ہر دلپذیر رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لے کر دیگر سب مفسرین حضرات کو اتنی بھی سوجھ بوجھ نہ تھی کہ وہ سمجھتے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور اللہ ہیں یا نور ہدایت۔ کیا یہ سب حضرات ہم عصر ہوئے ہیں کہ انہوں نے مل بیٹھ کر یہ مشورہ کیا ہو کہ بھائی ہم سب اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر کریں کہ من اللہ نور سے مراد محبوب کریم ﷺ کا وجود اقدس ہے، یہ ہٹ دھرمی اور بغض وعناد نہیں تو اور کیا ہے۔ اچھا بھائی اگر تم مندرجہ بالا سب مفسرین حضرات کی بات نہیں مانتے تو مانو، اپنے اکابرین کا فرمان اور لکھا ہوا تو مان جاؤ۔ ذرا غور فرمائیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی، رسالہ ''النور'' (۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ) میں تحریر کرتے ہیں کہ منجملہ ان آیات کے جن میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر پاک موجود ہے۔ ایک آیت یہ بھی ہے قد جآء کم من اللہ نور وکتاب مبین اس کی تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی ہے کہ نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

مشتاق احمد نے التوسل رسالہ میں لکھا ہے اور اسے مولوی محمود الحسن، مفتی کفایت اللہ، مفتی محمد شفیع

صاحبان جیسے اکابر دیوبند کی تائیدات سے مزین کیا گیا۔ وہ اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں نور سے مراد نبی اکرم ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ حضرت تھانوی صاحب کی کتاب حبیب خدا صفحہ ۱۶ سے لے کر صفحہ ۱۴۱ تک محبوب کریم ﷺ کے نور مبارک کے ذکر خیر سے بھری پڑی ہے۔ ذرا پڑھ کر تو دیکھیں۔

☆ امداد السلوک میں حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت کا نذرانہ ان واشگاف الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

☆ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ نور سے مراد حضرت حبیب خدا ﷺ کی ذات پاک ہے۔

☆ اہل حدیث کے مشہور عالم دین مولوی وحید الزماں حیدر آبادی ہدایۃ المہدی میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے خلق کی ابتداء نور محمدی سے فرمائی پس تمام آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ اس میں ہے سب کی تخلیق کا مادہ اول نور محمدی ہے۔

اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکو لا میھا مصباح المصباح فی زجاجۃ۔ الزجاجۃ کانما کوکب دری۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور اس کی مثال مثل طاق ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ قندیل میں ہو گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا ہوا۔

اس آیت کریمہ میں صرف نور کا ذکر ہے اور ایک نور کا نہیں بلکہ دونوروں کا ذکر ہے۔ نور محیط اور نور محاط۔ محبوب دوجہاں ﷺ کا نور، نور خداوندی کو محیط نہیں ہوسکتا۔ رب کریم کا نور، مصطفےٰ ﷺ کو محیط ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ وکان اللہ بکل شیئی محیطا۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر محیط ہے۔ تو مندرجہ بالا آیۃ کریمہ اس امر کی دلیل ہے کہ کاانھا کواکب دری۔ نور مصطفےٰ ﷺ ہے اور مصباح نور ربی ہے جو آپ کے نور کو محیط ہے تو اللہ کریم نے محبوب کریم ﷺ کے نور محاط کا بھی ذکر فرمایا اور اپنے نور کا بھی۔

مثل نورہ کی تفسیر مفسرین کی زبانی تفسیر ابن جریر، تفسیر خازن ومعالم التنزیل، تفسیر حقانی، تفسیر نبوی، تفسیر محمدی۔ ان سب مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ مثل نورہ حضرت محمد ﷺ کی مثال ہے یا وہ نور محمد ﷺ ہیں بلکہ تفسیر محمدی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، کعب احبار، سعید بن جبیر، سہیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نور ثانی سے مراد اللہ تعالیٰ کے قول میں حضور محمد ﷺ کا نور ہے۔ تفسیر محمدی میں حافظ محمد لکھنوی نے بایں الفاظ تفسیر کی ہے۔

ابن عباس اور کعب احباروں وچ عالم آیا
جو نور اللہ دا نبی محمد سید طاق ٹھہرایا

عاشق صادق اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا یہ سورہ نور کا

جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ ان سب مفسرین حضرات نے اس آیت کریمہ میں مثل نورہ سے

نور بشر کی وضاحت

محبوب کریم ﷺ کا وجود اطہر مراد لیا ہے۔

☆ یاایھا النبی انا ارسلنک شاھد ومبشرا و نذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (پارہ ۲۲)۔اس آیت کریمہ میں سراجا منیرا سے مراد رحمت دو جہاں ﷺ کی ذات اقدس ہے۔شفاء شریف میں قاضی عیاض فرماتے ہیں بیشک قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا نام نور اور سراج منیر (چمکتا ہوا آفتاب) رکھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے کلام رفیع الشان میں فرماتے ہیں۔

فامسی سراجا منیرا وھادیا
یلوح کما لاح الصیقل المھند

آپ آئے چمکتے ہوئے آفتاب اور رہنما بن کر اور اس طرح چمکے جیسے صیقل کی ہوئی تلوار چمکتی ہے۔
مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب امداد السلوک صفحہ ۲۰۱ میں تحریر کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے نبی! آپ کو ہم نے نور اور مژدہ سنانے والا ڈر سنانے والا' اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا' سراج منیر بنا کر بھیجا' منیر روشن کرنے والے کو اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔

مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے مقامات حریری کے اول میں جو اشعار لکھے ہیں ان میں سراج منیر کا باین الفاظ ذکر کیا ہے۔

سراج منیر کشمس الضحی
وخیر البرایا و نور قدیم

☆ یریدون ان یطفئو نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان کنتم نورہ ولو کرہ الکفرون ۔یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکفرون پارہ ۱۰'۲۸)۔یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے' اگرچہ کفار برا منائیں۔

☆ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول میں فرمایا کہ یہ کفار چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹا دیں۔یعنی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو ہلاک کر ڈالیں۔ مفسرین حضرات کی زبانی تفسیر ابن جریر' تفسیر درمنشور' تفسیر نسفی' تفسیر مظہری زرقانی' موضوعات ملا علی قاری میں یوں مذکور ہے۔یریدون ان یطفئوا نور اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ بیشک نور اللہ سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

اس آیت کریمہ میں منکرین شان نورانیت کے لئے وعید کا ذکر ہے جو محبوب کریم ﷺ کے نور اللہ ہونے کا انکار کرتے ہیں یا محبوب دو جہاں ﷺ کی نورانیت کے ذکر خیر سے دل میں تنگی یا گھٹن محسوس کرتے ہیں' تو ان کے لئے ولوکرہ الکفرون کا حکم موجود ہے اور مومنین مخلصین کے لئے مژدۂ جانفزا ہے کہ میرے بندو تم کفار کی پھونکوں سے نہ گھبراؤ میرا روشن کیا ہوا چراغ کسی کی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتا۔میرے محبوب دلنواز کا نور جاں فزا تمام کائنات میں پھیل کر رہے گا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قرآن مجید فرقان حمید میں کئی اور آیات ہیں جن میں رحمت دو جہاں ﷺ کا نور ہونے کی مفسرین حضرات نے تفسیر کی ہے۔ اختصار کے پیش نظر فقط مندرجہ بالا دلائل پر اکتفار کیا جاتا ہے۔ اگر سینہ بغض و عناد سے خالی ہے تو فقط پہلی ہی آیت کریمہ قد جآء کم من الله نور وکتاب مبین کے سمجھ لینے سے سینہ نور ایمان سے بھر جائے گا (انشاء اللہ العزیز)۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

فرمان محبوب کریم ﷺ

☆ حضرت امام عبدالرزاق اپنی کتاب ''مصنف عبدالرزاق'' میں اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' مجھ کو خبر دیں کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا یاجابر ان الله تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره ۔اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھی' نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا' فرشتہ نہ آسمان' نہ زمین' نہ سورج نہ چاند' نہ جن نہ انسان' پھر جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا فرمائے تو میرے ہی نور سے قلم' لوح' عرش' کرسی' فرشتے اور جن وانسان غرضیکہ سب مخلوق میرے ہی نور سے پیدا فرمائی۔ کیا خوب فرمایا ہے کسی شاعر نے ۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث' مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی' شارح بخاری و امام زرقانی' امام حجر مکی' علامہ فارسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصنیف جلیلہ ''افضل القرائے' مواہب لدنیہ' مطالع المسرات خمیس اور زرقانی علی المواہب'' میں نقل فرما کر اس پر اعتماد اور اس سے کئی ایک مسائل کا استنباط کیا۔ امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں' سیدنا امام مالک کے شاگرد رشید امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدثین کے استاذ الاساتذہ ہیں۔ ''تہذیب التہذیب'' میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رایت احدا احسن حدیث من عبدالرزاق قال لا

(احمد بن صالح المصری کہتے ہیں' میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا' انہوں نے فرمایا نہیں)۔

ملت بیضاء کے ان مقتدر اکابرین اور رفیع الشان محدثین کا اس حدیث مبارک کو قبول کرنا اور اپنی مستند کتابوں میں تحریر کرنا اس حدیث مبارک کی صحت کی واضح اور قوی دلیل ہے۔ اگر اس حدیث جابر والی کے ان الفاظ' ان اللہ تعالیٰ خلق بیشک اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا پر غور کیا جائے اور سمجھا جائے تو اللہ تعالیٰ خالق ہے (اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا) تو اللہ تعالیٰ خالق ہے اور نور مبارک مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور محبوب کریم ﷺ مملوک ہیں۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے اور محبوب کریم ﷺ مرزوق ہیں' تو کیا خالق و مخلوق ایک ہوسکتا ہے' کیا مالک و مملوک' رازق و مرزوق ایک ہوسکتا ہے' نہیں ہرگز نہیں' ہاں!

مصطفٰے آئینہ روئے خدا است
منعکس در وے ہمہ خوئے خدا است

محبوب کریم ﷺ کی ذات اقدس آئینۂ حق نما ہے جس میں صفات الٰہیہ اور تجلیات ربانیہ جلوہ گر ہیں۔ ونفخت فیہ من روحی اگر منکرین شان نورانیت کی اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے ارشاد گرامی من نورہ سے نور مجسم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کا جزو ہونا ثابت ہوتا ہے تو کیا مذکورہ بالا ایت میں اس حقیقت کو تسلیم کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی روح آدم علیہ السلام (یا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مادہ یا اس کی جزبنی)۔

عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ مانتے ہو' بولتے ہو' لکھتے پڑھتے ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کو نور اللہ کہنے یا ماننے یا محبوب کریم ﷺ کی نورانیت کے ذکر سے دل میں کیوں تنگی اور گھٹن محسوس کرتے ہو' اس کے لئے ولوکرہ الکافرون کا فتویٰ موجود ہے۔

محبوب کبریاء ﷺ کا نور اللہ ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے' جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کو لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر اس سے آگے ایک بال برابر بڑھوں تو میرے سارے پر جل جائیں گے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

حالانکہ جبرائیل علیہ السلام نوری فرشتہ ہیں۔ جب ایک نوری فرشتہ آگے نہیں جا سکتا تو فقط بشر کیسے آگے جا سکتا ہے چونکہ جان کائنات ﷺ نور اللہ تھے' اس لئے مشیت ایزدی سے آپ نور خدا کی طرف تشریف لے گئے' تو نور' نور سے ملاقات کے لئے گیا' ادھر اللہ سے واصل' ادھر مخلوق میں شامل۔

آنجا کہ جائے نیست تو آں جا رسیدہ
وآں راکہ کس نہ دید تو آں را بدیدہ

یہاں میں پھر عرض گزار ہوں کہ محبوب کریم ﷺ کا نور مبارک اللہ تعالیٰ کا نور ہے' لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی جز یا حصہ ہے۔ نہیں ہرگز نہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس

اس حصہ وخبر سے پاک ومنزہ ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

لطف کی بات ہے کہ جماعت دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حبیب خدا نشر الطیب کے صفحہ ۱۶ تا ۱۷ اپر پہلی فصل ہی (نور محمدی) کے بیان میں شروع کرتے ہیں اور سب سے پہلے یہی سیدنا عبدالرزاق وسیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث مبارک تفصیل سے لکھی ہے جو میں نے اوپر لکھی ہے۔ پھر صفحہ ۲۲ پر حکیم الامت تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے 'نوری محمدی' کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقتا ثابت ہوا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے میرا نور ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ ومصفا میں منتقل فرمایا۔

تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کا طوفان سے بچ نکلنا بھی اسی لئے تھا کہ شاہ خوباں ﷺ کا نور مبارک کشتی میں سوار تھا' یعنی نوح علیہ السلام کی پشت میں تھا' اس لئے وہ کشتی طوفان میں کیوں غرق ہوتی اور وہ نور اسی طرح واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں نور نبوت نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا' چونکہ حضور اکرم ﷺ کا نور مبارک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھا' تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کیسے جلتے؟

تو اب یہ نور مبارک سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہو کر سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشت مبارک میں آیا۔ اب اس نور محمدی کے امانت دار سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ہیں تو یہ اسی نور محمدی کا کرشمہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اسمٰعیل علیہ السلام کو چھری کی زد سے بچالیا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ صفحہ ایک پر یہ حدیث مبارک لکھی ہے۔ اول ما خلق الله نوری یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

☆ ایک اور حدیث شریف میں بہت سی سندوں سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد رکھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی' اے میرے اللہ میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی؟ جواب میں ارشاد ہوا کہ اے آدم! سر کو اٹھا کر دیکھ۔ پس آدم علیہ السلام نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا نور مبارک عرش کے خیمہ جات میں جلوہ فگن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ یا باری تعالیٰ یہ کونسا نور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم! یہ نور تیری اولاد میں سے ایک پیغمبر آخر الزماں کا نور ہے۔ جس کا نام آسمان پر احمد اور زمین پر محمد ﷺ ہے۔ لولاہ ماخلقتك ولا خلقت سماء ولا ارضا یعنی میں اگر اپنے پیارے نبی کو پیدا نہ کرتا تو اے آدم میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان پیدا کرتا اور نہ زمین پیدا کرتا۔ اس روایت کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ''حبیب خدا'' میں لکھا ہے۔ ''اللہ تعالیٰ اگر محمد ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو قسم ہے اللہ کی خدائی نہ ہوتی''۔

☆ تفسیر روح البیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نبی اکرم ﷺ نے

دریافت کیا کہ اے جبرائیل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ تو مجھے خبر نہیں۔ اتنا جانتا ہوں کہ آسمان پر ایک ستارہ چمکتا تھا جو کہ ستر ہزار برس کے بعد پھر دوبارہ چمکتا تھا۔ وہ میں نے بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یاجبرائیل و عزة ربی جل جلاله انا ذالك الكوكب اے جبرائیل مجھے رب العزت کی قسم میں ہی وہ ستارہ تھا۔ سو آپ ﷺ کا نور مبارک تخلیق عالم سے پیشتر یعنی دنیا کے پیدا ہونے سے کتنی مدت پہلے عرش ربانی پر چمکتا رہا۔

☆ تھانوی صاحب نے اپنی کتاب حبیب خدا صفحہ ۱۹ پر پانچویں روایت حضرت علی ابن حضرت امام حسین یعنی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ اپنے باپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے باپ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور ایک نور تھا۔ محدث ابن القطان جنہوں نے اس روایت کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ محدث ابن القطان حدیث میں بصیرت تامہ رکھتے تھے اور اسماء الرجال کے بہت بڑے حافظ تھے۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حبیب خدا کی چوتھی فصل صفحہ ۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ (مختصر) کہ نبی اکرم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو حضرت عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو جبل شبیر کی طرف لے جاتے تھے اور ان کے ذریعے سے (ان کے طفیل) سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے' تو اللہ تعالیٰ برکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم مرحمت فرماتے۔ کیا یہ نور ہدایت تھا جس کے طفیل اور صدقے اللہ تبارک وتعالیٰ باران رحمت فرماتا؟ یا نور اللہ تھا جو حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں جلوہ فگن تھا۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا گیا اور وہ آپ کی پیشانی میں چمکتا تھا (زرقانی)۔ یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ بشریت تو سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور محبوب دو جہاں ﷺ اس بشریت سے بہت مدت پہلے نورانی وجود سے تشریف فرما چکے تھے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور سیدنا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔

تو یہی نور مبارک تھا جس کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کو کرمنا بنی ادم کے خطاب سے سرفرازی اور بلندی ہوئی اور یہی وہ نور مبارک تھا جس کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو ملائکہ سے سجدہ کرایا گیا۔ یہ سجدہ دراصل (نور محمدی ﷺ) جو کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جگمگا رہا تھا' اس نور کو ہوا تھا۔

آدم کو یوں باصدا ادب کرتے فرشتے سجدہ کب
جس نور ربی کے سبب سجدہ ہوا یہی تو ہیں

☆ حضرت امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد۲' صفحہ ۳۱۷ میں زیر آیت تلك الرسل تحریر فرماتے ہیں۔
ان الملئكة امرو بالسجود لادم لاجل ان نور محمد (ﷺ) كان فی جبهة آدم
یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا جو حکم فرشتوں کو دیا گیا تھا' وہ اس وجہ سے تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں محبوب کریم ﷺ کا نور مبارک تھا۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا تیرے سجدے سے ماتھا نور کا

☆ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حبیب خدا ﷺ کی پہلی فصل نور محمدی ﷺ کے بیان میں دوسری روایت صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں اللہ کے نزدیک اس وقت سے پہلے خاتم النبیین (ﷺ) ہو چکا تھا' جب آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے۔ یعنی ان کا پتلا ابھی تیار نہیں ہوا تھا۔ اس کو روایت کیا احمد' بیہقی اور حاکم نے اور مشکوٰۃ میں شرح السند سے یہ حدیث مذکور ہے۔
اسی کتاب حبیب خدا ﷺ کے صفحہ ۱۸ پر حضرت تھانوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت کس وقت سے ثابت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان میں تھے۔ یعنی آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں ابھی جان بھی نہ پڑی تھی۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کتنی ہی مدت آپ کا نور مبارک موجود تھا۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حاکم کائنات ﷺ کی ذات گرامی نے ارشاد فرمایا کہ جب پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی تمام اولاد کو ان کے سامنے پیش کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک نمایاں اور چمکدار نور دیکھا۔ عرض کیا یا الہ العالمین! یہ چمکدار نور کس کا ہے؟ ارشاد ہوا' هذا ابناك احمد وهو اول وهو اخرو هو اول شافع یہ تیرا بیٹا احمد (ﷺ) ہے یہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور یہ پہلا شفیع بھی ہے۔

☆ روح البیان جلد اول صفحہ ۵۴۸ پر رحمت دوجہاں ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ میں اپنے رب کے پاس بحیثیت نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے موجود تھا اور یہ نور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کیا کرتا تھا۔ فرشتے اس حمد سے تسبیح کیا کرتے تھے۔ پس آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہ نور ان کی پشت میں بطور امانت رکھا گیا۔ تو اس نور مقدس کی تعظیم وتکریم کے واسطے عہد لیا گیا کہ بغیر طہارت کے یہ نور نقل وتحویل نہ کرے اور یہ نور پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور یہ بھی مقرر رہا کہ سیدنا آدم علیہ لسلام کے جس بیٹے کو یہ نور ملے اس سے بھی یہ عہد لیا جائے کہ اس نور مقدس کی محافظت اور تعظیم کرتا رہے۔

☆ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ عادت الٰہیہ اس طرح پر جاری تھی کہ حضرت حوا علیہ السلام کے ہر حمل سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اکٹھے جڑواں پیدا ہوتے تھے۔ لیکن حضرت شیث علیہ السلام جو کہ (نبی اکرم ﷺ کے جد اعلیٰ تھے) تنہا پیدا ہوئے (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۶۲)۔

اس میں نکتہ یہ ہے کہ نور محمدی میں ان کے اور کسی دوسرے کے درمیان اشتراک نہ ہو اور اسی طرح محبوب کریم ﷺ خود بھی اپنے والدین کی اکیلی اولاد تھے۔ آپ ﷺ کا کوئی بھائی بہن نہیں تھا' تا کہ کوئی آپ ﷺ کو بھائی کہہ کر نہ پکارے اور رحمت دو جہاں ﷺ کے خاندان میں آپ کے رشتہ کے چچا تھے' چچا زاد بھائی تھے۔ آپ ﷺ بھی اپنے چچاؤں کے بھتیجے لگتے تھے۔ رشتہ میں آپ ﷺ کے ماموں بھی تھے' تو تمام زندگی کسی نے بھی آپ کو بھتیجا یا بھانجہ وغیرہ کہہ کر نہیں پکارا۔ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ محسن کائنات ﷺ کے چچا اور باپ کی حیثیت سے تھے۔ انہوں نے بھی کبھی اے بیٹا یا اے بھتیجا کہہ کر نہیں پکارا بلکہ ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ کے القاب سے پکارا۔ حضرت علی' حضرت عقیل رضی اللہ عنہم چچا زاد بھائی تھے' انہوں نے بھی اے ہمارے بڑے بھائی' اے بھائی جاں کہہ کر کبھی نہیں پکارا بلکہ اسی طرح یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ کے القاب سے پکارتے تھے' تو جن کم بختوں نے آپ کو بڑے بھائی یا گاؤں کے چودھری کا درجہ دیا ہے' وہ سراسر گمراہی میں ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت از فضل رب

☆ حضرت علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ صفحہ ۶ میں لکھا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا' تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے بیٹا' یہ جو نور نبوت تمہاری پیشانی میں جلوہ فگن ہے اس نور کی ہر طرح سے حفاظت کرنا اور اس نور کو زمانہ کی بہترین اور پاکیزہ بیویوں کی طرف منتقل کرنا' اسی طرح حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے انوش کو وصیت فرمائی۔ تو اسی طرح وصیت کا یہ سلسلہ پشت در پشت اور قرن بہ قرن جاری رہا اور یہ نور مبارک سیدنا آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا اور نور اب بشکل محمد ﷺ مکہ مکرمہ میں سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت میں آ کر سیدنا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ظہور پذیر ہوا۔

(مستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنی ابتداء کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا میری والدہ محترمہ نے ارشاد فرمایا۔ خرج منی نور اضاءث منه قصور الشام۔ هذا هديث صحيح (مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)۔

سبحان اللہ جان کائنات ﷺ نے اپنا نور ہونا خود بیان فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر اس نور کے طفیل شام کے محلات کا نظارہ دیکھا۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

☆ (مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۱۱۵) رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاہ خوباں ﷺ کی والدہ محترمہ بیان فرماتی ہیں کہ حضور پیدا ہوئے تو ایک عظیم نور ظاہر ہوا جس سے مشرق ومغرب تک روشنی پھیل گئی۔

☆ (ابن عساکر۔ خصائص الکبری جلد ا) محبوبہ محبوب کریم ﷺ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سحری کے وقت کچھ سلائی کر رہی تھی۔ سوئی ہاتھ سے گر کر گم ہو گئی۔ تلاش کرنے کے باوجود سوئی نہ ملی۔ اتنے میں حضور سراپا نور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کاشانہ نبوت میں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ سوئی گم ہو گئی ہے۔ نور مجسم ﷺ زیر لب مسکرائے، پس دفعتاً راحت دو جہاں ﷺ کی نور پاش مسکراہٹ سے حجرہ نبوت روشن ہو گیا اور ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے کھوئی ہوئے سوئی پالی۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

☆ (کتاب الشفاء جلد ۳ صفحہ ۳۷۶ ابو نعیم، مواہب لدنیہ) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب رحمت کائنات ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا تو کسی کہنے والے کی آواز کو سنا جو کہتا تھا۔ رحمك الله اے محمد ﷺ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اس وقت تمام مشرق ومغرب کے درمیان ایسی روشنی پھیلی کہ میں نے روم کے محلوں کو دیکھ لیا۔

☆ (خصائص الکبری جلد ا صفحہ ۵۱) امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ لما ولدالنبی صلی الله علیه وسلم اشرقت الرض ۔ جب محبوب کبریاء ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے چمک اٹھی۔

☆ (بیہقی، مواہب لدنیہ، زرقانی، طبرانی) حضرت فاطمہ بنت عبداللہ (صحابیہ) بیان کرتی ہیں۔ جب محبوب کریم ﷺ جلوہ آرائے جہاں ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کے ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں۔

☆ (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۹۱، استیعاب جلد ا صفحہ ۱۲۰) دربار رسالت کے محبوب شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو اللهم ایده بروح القدس کی بشارتیں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں) اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

متی یبدو فی اللیل البهیم جبینه
یلوح مثل مصباح الدجی المتوقد

(جب سخت اندھیری رات میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک ظاہر ہوتی ہے تو وہ اندھیری رات کے چراغ کی مانند روشنی دیتی ہے)۔

نور بشر کی وضاحت

دربار نبوت کے اس محبوب شاعر کا ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیں۔

نــورا اضــاء لــــه عــلــى البـــر تبــــه كــلهـــا
مـــن بهــذ الـــنـــور الـــمبـــارك بيهتـــدى

(ساری کائنات کو روشن کر دیا جو اس نور سے مستفید ہوا' وہی ہدایت یافتہ ہے)۔

☆ (مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۷۷) سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے محبوب ﷺ کا چہرہ انور بدر کامل کی مانند تھا' یعنی نورانیت میں بدرجہ غایت واتم تھا۔

☆ (الہدایۃ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۵۰) سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح کرنے چلے تو حضرت عبداللہ اتفاقیہ ایک عورت فاطمہ نامی کے پاس سے گزرے جو کہ سابقہ کتب کا علم رکھتی تھی۔ فاطمہ نے جب حضرت عبداللہ کو غور سے دیکھا تو نور نبوت حضرت عبداللہ کی پیشانی میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے جوان! اگر تیرا ارادہ ہو تو میں تمہیں سو اونٹ انعام میں دوں گی' تو حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ حرام سے موت مقدم ہے' اگر تیرا ارادہ حلال کا ہو تو بتا دو' پھر حضرت عبداللہ اپنے والد محترم کے ہمراہ راہب کے گھر گئے اور حضرت آمنہ بنت واہب سے نکاح کر لیا۔ آپ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ کے گھر تین دن ٹھہرے۔ واپسی پر پھر آپ کو فاطمہ کا خیال آیا تو اس کے پاس تشریف لے گئے۔ دوران گفتگو فاطمہ حضرت عبداللہ کی پیشانی کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتی رہی۔ وہ پوچھتی ہے۔ اے جوان! میری پہلی ملاقات کے بعد تم کسی عورت کے پاس گئے ہو تو آپ نے فرمایا۔ ہاں آمنہ بنت وہب کے ساتھ میں نے نکاح کر لیا ہے اور تین دن ان کے پاس ٹھہرا ہوں۔ تو فاطمہ نے کہا کہ اے جوان! خدا تعالیٰ کی قسم میں نفس پرست نہیں ہوں۔ میں نے تیرے ماتھے میں ایک نور جگمگاتا ہوا دیکھا تھا' تو میرا ارادہ ہوا کہ میں تیرے ساتھ نکاح کر لوں تاکہ وہ نور مجھ میں منتقل ہو جائے۔ لیکن خداوند عالم کو منظور نہ تھا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا تھی وہ نور وہاں منتقل ہو گیا۔ اب وہ نور تمہاری بیوی میں منتقل ہو چکا ہے' لہٰذا مجھے اب تمہاری خواہش نہیں۔ ذرا خیال کریں کہ فاطمہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں ہدایت پھرتی دیکھی تھی؟

☆ یثرب کی ایک کاہنہ ام سلیم مکہ مکرمہ میں حج کرنے آتی ہے۔ حضرت خواجہ ہاشم کا زمانہ ہے۔ ام سلیم نامی عورت مطاف میں طواف کرتے ہوئے ایک حسین و جمیل کڑیل جوان کو طواف کرتے دیکھتی ہے' جن کی پیشانی سے ایک نور ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ ام سلیم طواف سے فارغ ہو کر اپنے میزبان حارث کے پاس آتی ہے' تو حارث سے اس جوان کے متعلق دریافت کرتی ہے کہ میاں حارث! یہ جوان کون ہے؟ جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنا حسن و جمال عطا فرمایا ہے۔ حارث بولتے ہیں کہ یہ مکہ کے رئیس قریش اور بیت اللہ شریف کے متولی ہاشم ہیں۔ ام سلیم نے اس نور کی بابت پوچھا کہ یہ کیسا نور ان کے ماتھے میں چمک رہا ہے؟ حارث نے بتایا کہ یہ مشہور چلا آ رہا ہے کہ نبی آخرالزماں کا نور مبارک ان میں پشت در پشت چلا آ رہا ہے اور اب یہ نور حضرت ہاشم کی پشت میں ہے اور پیشانی میں چمکتا

ہے۔ حضرت ہاشم نے چار شادیاں کی ہیں لیکن یہ نور نبوت آپ کی پشت سے منتقل نہیں ہوا اور اب وہ سخت پریشان ہیں کہ کہیں یہ امانت میرے ساتھ قبر میں ہی نہ چلی جائے۔

کاہنہ عورت ام سلیم جس نے سماوی کتب میں اس نور کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہوا تھا اور علم رکھتی تھی، اس نے حارث کو کہا کہ حضرت ہاشم سے میری ملاقات کرائیں (مختصر) حضرت ہاشم ام سلیم سے ملنے حارث کے مکان پر تشریف لاتے ہیں، تو کاہنہ عورت ام سلیم سے محو گفتگو ہوئے۔ ام سلیم کی نظر حضرت ہاشم کی پیشانی پر ٹکی ہوئی ہے اور اس گفتگو کے دوران ام سلیم کئی بار نور نبی آخر الزماں کو خواجہ ہاشم کی پیشانی میں چمکتا دیکھتی ہے۔ حضرت ہاشم نے اپنی پریشانی ام سلیم پر ظاہر کی۔ ام سلیم نے کہا خواجہ صاحب آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ کا گوہر مقصود یثرب میں ایک رئیس خواجہ عمرو کی بیٹی سلمٰی ہے۔ آپ وہاں تشریف لے جائیں اور خواجہ عمرو سے اس کی اکلوتی بیٹی سلمٰی کا رشتہ طلب فرمائیں۔ آپ کی دلی خواہش پوری ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ آپ یثرب تشریف لے جاتے ہیں اور خواجہ عمرو سے اس کی بیٹی سلمٰی جو کہ پہلے ہی بیوہ تھی، اس کا رشتہ طلب کرتے ہیں۔ چند شرائط پر نکاح ہو جاتا ہے۔ کچھ دنوں بعد اسی سلمٰی بنت خواجہ عمرو کے بطن سے خواجہ ہاشم کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے، بچہ کے پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر بچہ کو خواجہ ہاشم کی گود میں رکھ دیا جاتا ہے۔ آپ اپنے نور نظر کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے ہیں اور اس کی پیشانی غور سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ آناً فاناً بچے کی پیشانی پر نور نبوت چمک اٹھتا ہے۔ آپ نے اپنے نور نظر کی پیشانی کو بوسہ دیا اور بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے فزت برب الکعبة رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ بچے کا نام شیبۃ الحمد رکھا جو بعد میں عبد المطلب کے نام سے مشہور ہوئے۔

اگر اجازت ہو تو ایک سوال ہے کہ یثرب کی کاہنہ ام سلیم نے طواف کرتے ہوئے جو حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور چمکتا ہوا دیکھا تھا، کیا وہ ہدایت چمک رہی تھی؟ نیز خواجہ ہاشم نے جو اپنے نومولود فرزند کی پیشانی میں نور نبوت جلوہ فگن دیکھ کر رب کعبہ کی قسم کا نعرہ لگاتے ہوئے بیساختہ پیشانی کو بوسہ دیا تھا، تو کیا یہ ہدایت آپ کے فرزند کے ماتھے میں پھر رہی تھی، کچھ تو عقل سے کام لیں، ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دیں۔

☆ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۵۹، مواہب لدنیہ، انوار محمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۴۷) کعب بن زبیر ایک شیریں بیان اور فصیح اللسان زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر تھا۔ اس کا یہ واقعہ لکھا جاتا ہے۔ عام شعراء کی طرح اس نے بھی کچھ ایسے اشعار لکھے جن میں شان رسالت کی ہجو و تنقیص تھی۔ جب اس کے دلخراش وہ اشعار بارگاہ رسالت میں سنائے گئے تو وہ اشعار محبوب کبریاء ﷺ کی سخت قلبی اذیت اور روحانی کوفت کا باعث ہوئے۔ آپ کے قلب اطہر کی اس تکلیف کے آثار چہرہ انور سے نمایاں ہو رہے تھے۔ حاکم کائنات ﷺ نے اپنے جان نثار صحابہ کو حکم فرمایا۔ من لقی منکم کعب بن زهیر فلیقتله میرے ساتھیو! شان رسالت میں نازیبا اشعار کہنے والا یہ گستاخ شاعر تم کو جہاں کہیں بھی ملے اسے قتل کر دو۔

گستاخان رسول کے لئے لمحہ فکریہ

دربار رسالت سے کعب بن زبیر کو سزائے موت کا حکم صادر ہو رہا ہے، کس کی زبان سے موت کی سزا

کا حکم ہو رہا ہے؟ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی زبان مبارک سے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے کہ کعب جہاں ملے جس کو ملے اس کو قتل کر دو۔ وہ رحمتہ للعالمین ﷺ جن کو طائف کی وادی میں پتھراؤ کر کے لہولہان کر دیا تھا' تو محبوب کریم ﷺ نے ان کے لئے بددعا نہیں کی تھی' بلکہ آپ ﷺ نے پتھر مارنے والوں کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے باری تعالیٰ! تیرے ان بندوں نے مجھے نہیں پہچانا' ان کو ہدایت دے۔ وہ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ جنہوں نے دانت مبارک توڑنے والے کو فرمایا کہ اگر اب بھی تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بخشش کا پروانہ دیتا ہوں۔ وہ رحمتہ للعالمین ﷺ جو پتھر برسانے والوں پر پھول برساتے ہیں' ان کے حق میں بددعا نہیں کی۔

ہاں رحمتہ للعالمین ﷺ کی زبان مبارک سے قتل کر دینے کا حکم صادر ہو رہا ہے تو اپنے گستاخ اور اپنی ہجو اور تنقیص لکھنے والے کعب بن زبیر کا ہو رہا ہے جس کی تحریر سے جس کی تقریر سے حضور نبی کریم ﷺ کو روحانی کوفت اور قلبی اذیت پہنچی تھی۔

کعب کا بھائی حلقہ بگوش اسلام ہو چکا تھا اور وہ اس وقت دربار رسالت میں حاضر تھا۔ جس وقت حاکم کائنات ﷺ نے قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ جب اس نے رحمتہ للعالمین ﷺ کے اس تہدیدی فرمان کو سنا تو اسے اپنے بھائی کی جان کا خطرہ محسوس ہوا۔ چنانچہ اس نے دربار رسالت کی پوری روئداد سے کعب کو مطلع کیا اور لکھا کہ اگر تم اپنی جان عزیز کی بقا چاہتے ہو تو اس کی صرف ایک یہی صورت ہے کہ مدینہ طیبہ میں آ کر رحمتہ للعالمین حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں گر جاؤ اور معافی مانگ لو۔ سوائے اس کے اب پوری دنیا میں تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے اور سچ بھی ہے۔

جہاں میں نہ کہیں اماں ملی' جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

کعب مشفق بھائی کا ناصحانہ پیام سن کر عازم مدینہ منورہ ہوا۔ راتوں چلتا' دنوں چھپتا بالآخر بارگاہ رسالت میں شرف باریابی حاصل کیا اور رحمتہ للعالمین ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض پرداز ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کی رحمت کی پاکیزہ چھینٹوں سے کعب بن زبیر جیسا گستاخ اور اشتہاری مجرم بھی سیراب ہو سکتا ہے؟ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس بے ادب' گستاخ اور ناقابل بخشش مجرم کی گزشتہ گستاخیاں' بے ادبیاں اور نافرمانیاں معاف ہو سکتی ہیں؟ (قربان جاؤں اپنے آقا پر جو پتھر برسانے والوں پر پھول برساتا ہے) رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا' کیوں نہیں۔ اسلام کا آب رحمت نوش کرنے کے بعد زندگی کی تمام تاریکیاں اور کثافتیں دور ہو جاتی ہیں۔

دعائے نبی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

زبان رحمتہ للعالمین ﷺ نے نکلے ہوئے یہ الفاظ کعب کے لئے آب حیات ثابت ہوئے۔ چہرہ پر مسرت کی روشنی پھیل گئی اور کعب بے اختیار پکار اٹھا' اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ عرض کرتا ہے یارسول اللہ ﷺ میں اپنی گستاخیوں پر سخت نادم اور شرمندہ ہوں'

حضرت کی بارگاہ رحمت میں معافی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ رحمت دو عالم ﷺ کے عفو و کرم سے حضرت کعب کو دوبارہ زندگی نصیب ہوئی اور ان کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت فرمایئے کہ میں نے جس زبان سے جناب والا کی ہجو لکھی تھی' آج اسی زبان سے حضور پرنور کی مدح وثناء اور تعریف وتوصیف کہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت سے نعت شریف عرض کرنے کی اجازت بخشی گئی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اٹھے۔ اس وقت حضرت کعب پر ایک عجیب روحانی کیفیت اور نشہ طاری تھا۔ حضرت کعب جیسے شعلہ نوا شاعر کا نعتیہ کلام اور مسجد نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو پیش کرنا ایک ایسا جنت نگاہ سماں تھا' جس کا کیف وسرور لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ایک ایک مصرع پر ہر طرف سے تحسین وآفرین کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدے کا یہ شعر بڑے خلوص سے بارگاہ رسالت میں پڑھا تو خود نبی کریم ﷺ بھی جھوم گئے۔ رخ زیبا پر آفتاب ومہتاب کی نورانی جھلک آئی اور آپ نے مسرت وکیف میں ڈوبے ہوئے اپنے دست مبارک سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر اپنا دوشالہ ڈالتے ہوئے اپنے عاشق صادق کی پذیرائی فرمائی۔

واہ واہ خوش نصیب کعب ابن زبیر تو وہی کعب ابن زبیر ہے جس کے لئے دربار رسالت سے چند دن پہلے قتل کر دینے کا حکم جاری ہوا تھا۔ اس وقت کعب رضی اللہ عنہ نے محسن انسانیت ﷺ کو مکہ کا اپنے جیسا ایک بشر سمجھا تھا' لیکن جس وقت محبوب دوجہاں ﷺ کے نور مبارک کا پرتو کعب پر پڑا تو کعب کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

وہ وجد آفرین شعر جس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت سے انعام پایا وہ یہ ہے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ
مہند من سیوف اللہ مسلول

(یقیناً رسول خدا ﷺ ایسے نور ہیں' جن سے تمام کائنات روشنی حاصل کرتی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک کھچی ہوئے ننگی تلوار ہیں)۔

☆ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ مصرعہ یوں پڑھا تھا' مہند من سیوف الھند مسلول۔ رحمت دوجہاں ﷺ نے اس کی اصلاح فرمائی اور فرمایا کعب یوں پڑھو۔ مہند من سیوف اللہ مسلول۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جان کائنات ﷺ کو نور کہا اور بارگاہ نبوی سے انعام واکرام سے سرفراز ہوئے۔ ذرا غور فرمائیں اور سوچیں اگر نور مجسم ﷺ نور نہ تھے اور محبوب کریم ﷺ کو نور کہنا حقیقت کے خلاف اور کفر وشرک ہوتا تو محسن انسانیت ﷺ پہلے اس کی تردید فرماتے اور اصلاح فرماتے۔ جس طرح کہ آپ نے دوسرے مصرع کی اصلاح فرمائی' لیکن واقعہ یہ ہے کہ قصیدہ بانت سعاد میں سب سے زیادہ جو شعر محسن کائنات ﷺ کو پسند آیا وہ یہی شعر تھا

جس پر محبوب کریم ﷺ نے رسول خدا کی نورانیت کے اظہار کرنے والے شاعر کو انعام سے سرفراز فرما کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اس بیان پر مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ آپ بیشک نور بلکہ علی نور اور نور الانوار ہیں۔

سبحان اللہ! ایک وہ بابرکت زمانہ تھا' جب کوئی شخص روح کائنات ﷺ کی شان نورانیت وقدسیت کو بیان کرتا تو محبوب کبریاء ﷺ کی طرف سے انعام واکرام سے نوازا جاتا' اور صحابہ کرام اس کے اس بیان کو محبت کے دلوں اور عقیدت کے کانوں سے سنتے اور داد دیتے تھے اور بے پناہ لذت محسوس کرتے تھے اور آج ایک یہ بدعقیدگی اور الحاد کا زمانہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے سید دوعالم ﷺ کی شان نورانیت و قدوسیت کے بیان کرنے والوں پر کفر وشرک کے فتوے چسپاں کرنے میں قطعاً جھجک محسوس نہیں کرتے۔ چاہے اس فتوے کی زد میں ان کے اپنے دادا جان اور پیر و مرشد آتے ہوں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں' مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

☆ استیعاب جلد ۴ صفحہ ۳۷) ایک بار رئیس المفسرین ترجمان القرآن حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی محفل پاک میں حضرت عامر بن واثلہ تابعی نے رحمت دوجہاں ﷺ کی شان اقدس کے متعلق ایک قصیدہ پڑھا جس کا دل آویز اور مسرت افزا شعر یہ تھا۔

ان النبی ھو النور الذی کشطت
بہ عمایات ماضینا وباقینا

بیشک محبوب کریم ﷺ ایک ایسے نور ہیں جس کے سبب سے اگلے پچھلے سب اندھیرے دور ہو گئے)۔

اگر رحمت دوجہاں ﷺ نور نہ ہوتے یا آپ کو نور کہنا شرعاً درست نہ ہوتا تو حضرت فقیہہ اعظم مفسر قرآن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کو نور کہنے سے ضرور منع کرتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جان کائنات ﷺ نور ہیں اور آپ کو بانگ دہل نور کہنا اور نور ماننا چاہیئے۔

محبوب کریم ﷺ کے نور ہونے کی ایک اور دلیل

☆ حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ جان کائنات ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ آفتاب کی روشنی اور چاند کی چاندنی میں نہیں ہوتا تھا' اس لئے کہ آپ نور ہیں۔

☆ امام محمد زرقانی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا شمس وقمر کی روشنی میں سایہ کے نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ لانہ کان نورا اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نور تھے۔

☆ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلمیذ ارشد حضرت امام عبداللہ بن مبارک اور محدث ابن جوزی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جان دوجہاں ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ نور ہیں اور آپ کے انوار نے آفتاب کی روشنی اور چراغ کی ضیاء کو مغلوب کر دیا۔

☆ حضرت علامہ برہان الدین احمد حلبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بیشک رحمت دو جہاں ﷺ جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں ہوتا تھا' اس لئے کہ آپ نور ہیں۔

☆ علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی فرماتے ہیں۔ رحمت دو جہاں ﷺ کے نور ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ جب چاند' سورج کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا' اس لئے کہ آپ نور ہیں اور نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔

☆ شیخ محقق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جذب القلوب صفحہ ۲۶۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ' درود بھیج ہمارے سردار محمد مصطفےٰ ﷺ پر' جن کا نور سب مخلوق سے پہلے ہے۔

☆ نیز حضرت شیخ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ سر سے پاؤں تک نور تھے۔ اگر بشریت کے لباس میں مبعوث نہ ہوتے تو کسی آدمی کو ان کی دید کی تاب نہ ہوتی جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالرحیم نے لکھا ہے۔ اب اور ملاحظہ فرمائیں۔

اکابر دیوبند کی عبارات سے محبوب کریم ﷺ کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے

☆ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ اور اللہ نے آنحضرت ﷺ کو نور فرمایا۔ نیز تواتر سے یہ ثابت ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ آپ نور ہیں اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کا سایہ نہیں تھا' اس لئے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ سرتاپا نور ہی نور تھے۔ حضور میں ظلمت نام کی بھی نہ تھی' اس لئے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ سایہ کے لئے ظلمت لازمی ہے۔

☆ تواریخ حبیب اللہ میں مفتی عنایت احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا' اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔

☆ مفتی ثناء اللہ امرتسری (اہل حدیث) ترک اسلام صفحہ ۱۴ میں تحریر کرتے ہیں۔

سلام اس نور رب العالمین پر
سب اس کی آل اور اصحاب دیں پر

☆ گویا مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی رحمت دو جہاں ﷺ کو نور اللہ مانتے ہیں اور اسی فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ میں تحریر فرماتے ہیں' ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا کیئے ہوئے نور ہیں۔

☆ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن حجر نے کہا کہ اول مخلوق کے بارے میں روایات مختلف ہیں مگر خلاصہ یہ ہے جیسا کہ میں نے شرح شمائل ترمذی میں بیان کیا ہے کہ بالیقین اول مخلوق وہ نور ہے جس سے محبوب کریم ﷺ کو پیدا کیا گیا۔

ہر چند کہ میرا مضمون نبی اکرم ﷺ کے سایہ مبارک پر نہیں بلکہ آپ ﷺ کے نور اللہ ہونے پر ہے' لیکن یہ جو میں نے اوپر آپ کے سایہ مبارک کے نہ ہونے پر متعدد حوالہ جات تحریر کیئے ہیں چونکہ مندرجہ بالا

تمام اکابرین نے جو سایہ مبارک کی نفی لکھی ہے۔ اس کی وجہ یہ لکھی کہ چونکہ رحمت دو جہاں ﷺ نور ہیں، اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔ واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ یہ بھی حضرات رحمت دو جہاں ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نور مانتے ہیں۔ نشر الطیب میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

نام احمد چوں چنیں یاری کند
تا کہ نورش چوں مددگاری کند

(یعنی نور مجسم ﷺ کا اسم پاک احمد جب ایسے مدد کرتا ہے تو آپ کا نور پاک بھی کتنی مدد کرے گا)
تو حضرت تھانوی نے دو مسئلے حل کر دیئے۔

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷ میں لکھتا ہیں۔ جن کا نام احمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک، مختار نہیں، وہ کچھ مدد نہیں کر سکتے۔

اور یہاں تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب کائنات ﷺ کا اسم مبارک بھی مدد کرتا ہے اور آپ کا نور مبارک بھی مدد کرتا ہے (نشر الطیب صفحہ ۲۷۵)۔

تھانوی صاحب نور بھی مان رہے ہیں اور اسم مبارک احمد اور نور کا مدد کرنا بھی فرما رہے ہیں۔ نام مبارک پر ہی عاشق رسول حضور مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

(یعنی اگر نام محمد ﷺ کو شفیع نہ بنایا جاتا تو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہوتی اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی غرق ہونے سے نجات پاتی)۔

کتنا کچھ لکھوں اور کیا کیا لکھوں؟ مطبوعات بھری پڑی ہیں۔ ہاں تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔ ہر معجزہ جو تمام رسل لائے وہ محمد مصطفےٰ ﷺ کے نور پاک کے وسیلہ سے ان کو حاصل ہوا (نشر الطیب صفحہ ۱۲)۔

حضرت تھانوی صاحب ثلج الصدرور میں تحریر فرماتے ہیں۔

نبی خود نور اور قرآن ملا نور،
نہ ہوں کیوں مل کر پھر نور علی نور

(اپنوں کی بات تو مان جاؤ) انہی حوالہ جات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ تھانوی صاحب کے عقیدت مند حضرات تو محبوب کریم ﷺ کے نور ہونے میں پس و پیش نہ کریں گے اور رحمت دو جہاں ﷺ کو نور کہنے والوں پر کفر کے فتوے چسپاں نہ کریں گے۔ محبوب کریم ﷺ کے متعلق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں، قصیدہ النعمان صفحہ ۲۲)

انت الذی من نورك البدر اکتسی
والشمس مشرقة بنور بهاك

(یارسول اللہ ﷺ آپ وہ نور ہیں کہ آپ کے نور سے چودھویں رات کا چاند منور ہوا اور آپ کے ہی اعلیٰ نور سے سورج چمکنے والا ہے)۔

حنفیت کا دعویٰ کرنے والو! سوچو تو کہ حضرت امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے نور ہی سے چودھویں رات کے چاند کو روشنی ملی اور سورج کو بھی جمال مصطفےٰ ﷺ ہی سے چمک حاصل ہوئی۔ اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ جو اس نور نبوت کے منکر ہیں، وہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے کے حقدار ہیں اور کیا وہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مقلد بن سکتے ہیں؟

☆ غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی محبوب کبریاء ﷺ کے نور کا اقرار کرتے ہیں۔ ''فح الطیب'' صفحہ ۶۰) پر عربی میں چار اشعار لکھتے ہیں، چوتھے شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں، (محمد مصطفےٰ ﷺ خدا تعالیٰ کے نور ہیں، رحمت کے تجلی ہیں حتی کہ آپ نے سخت اندھیروں کو روشن فرما دیا)۔

دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اشرف علی تھانوی بھی نور تھے۔ معمولات اشرفی صفحہ ۹ مصنفہ حاجی حکیم محمد مصطفےٰ بجنوری تحریر کرتے ہیں۔ ایک دفعہ احقر حاضر خدمت تھا اور حضرت تھانوی صاحب مدرسہ ہی میں حوض سے جنوب کی طرف رات کو سویا کرتے تھے اور احقر کی چارپائی بھی حضرت اشرف علی صاحب کی چارپائی کے برابر ہوتی تھی۔ جب تہجد کی نماز پڑھتے تو احقر کو یوں محسوس ہوتا کہ ایک نور مثل صبح صادق اوپر اٹھتا تھا اور سفید رنگ کے شعلے حضرت مولوی اشرف علی صاحب کے جسم سے بار بار اوپر کو اڑتے تھے۔ ایک روز احقر کسی ضرورت سے حضرت والا سے بہت دور حوض کے شمال کی طرف سویا، آنکھ کھلی تو دیکھا وہ نور مثل صبح صادق موجود ہے، مگر مقررہ جگہ سے ہٹا ہوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سہ دری کے اندر ہے۔ احقر اس کی تحقیق کے لئے اٹھا تو دیکھا کہ آج حضرت والا تھانوی صاحب سہ دری کے اندر تہجد پڑھ رہے ہیں۔

اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی کو نور مجسم تسلیم کیا گیا ہے۔ مرثیہ مولوی محمود الحسن دیوبندی صفحہ ۱۶)۔

چھپائے جامۂ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

کیوں محترم قارئین کرام! ذرا خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر سوچیں اور انصاف کریں کہ مولوی اشرف علی تھانوی آپ کے نزدیک نوری ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب کو نور مجسم مانا اور لکھا جا رہا ہے۔ جو کہ اج تک مرثیوں میں رقم ہے۔ کہنے والا اور لکھنے والا کوئی معمولی شخص نہیں بلکہ دیوبندیوں کے شیخ الہند حضرت محمود الحسن کہہ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں تو کیا یہ شرک نہیں ہے؟

اگر ہم محبوب کبریاء ﷺ کو نور مجسم تسلیم کریں تو کفر و شرک کا فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے۔ تھانوی صاحب کے جسم سے نور کی شعائیں ٹھاٹھیں مار کر نکل رہی ہیں اور مولوی گنگوہی صاحب کو نور مجسم کہا جا رہا ہے تو یہ شرک نہیں؟ کچھ خوف خدا کرو، قیامت کو اللہ قادر و کریم کے محبوب ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

اس دن دیکھی جاسی تیری شوخی تے دلیری
جس دن پاک محمد کہیا ایہہ نہیں امت میری

جو لوگ دوسروں پر شرک و کفر کا الزام عائد کرتے ہیں، وہ اپنے نامۂ اعمال کے آئینے میں اپنا چہرہ بھی تو دیکھیں کہ وہ خود کتنے بڑے مشرک ہیں؟

☆ خواجہ خواجگان شہباز عرفان امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ العزیز مکتوبات شریف جلد ۳ صفحہ ۱۵ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''جاننا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ہے' بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں آپ سے کسی طرح کی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حضور نے خود فرمایا خلقت من نور الله میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں''۔

☆ پھر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک و مطہر پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے اور اس طرح پشت در پشت منتقل ہوتے ہوئے دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور احمد و محمد ﷺ کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی ایک سوال کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں۔ اول ماخلق الله نوری سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

☆ دفتر سوم مکتوب صفحہ ۶۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔ جن مجوبوں نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر کہا ہے اور دوسرے لوگوں کی طرح خیال کیا ہے' وہ آپ کی ذات مبارک کے منکر ہو گئے اور جن صاحب قسمت لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو رسول اور رحمت کائنات جانا اور دوسرے لوگوں سے ممتاز اور ارفع جانا (اپنے جیسا بشر' بڑا بھائی یا گاؤں کا چودھری نہ سمجھا) وہ دولت ایمان سے مشرف اور اہل ایمان میں سے ہو گئے۔

☆ دفتر سوم مکتوب صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں۔ کفار جو انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے کی دولت کی سعادت سے محروم رہے' اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی نظر انبیاء کرام علیہم السلام کی ظاہری ضرورتوں اور حاجتوں پر پڑی' فقالوا ابشر یهدوننا فکفروا کہ کیا بشر ہمیں ہدایت دینے آئے ہیں' تو کہہ اٹھے تو کافر ہو گئے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو فقط بشر کہنے پر وہ کافر قرار دیئے گئے۔ مسلمانو! ذرا غور اور توجہ فرماؤ کہ مسلک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ہم اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ محبوب دو جہاں ﷺ نور اللہ بھی ہیں اور بشر بھی۔ ہم رحمت دو جہاں ﷺ کی نورانیت مقدسہ کے ساتھ ساتھ محبوب ﷺ کی بے مثال بشریت مطہرہ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جان کائنات ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نور بھی ہیں ار عبده ورسوله اللہ تعالیٰ کے بندہ اور رسول بھی ہیں۔ ہاں عبدہ ہیں۔ عبد اور چیز ہے' عبدہ اور چیز ہے۔

عبد	دیگر	عبدہ	چیزے	دگر	
ماہمہ اپا	انتظار	او	منتظر		

لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو معاذ اللہ اپنے ہی طرح بشر کہنا یا سمجھنا اور اس کا پرچار کرنا اور رسائل و کتب کے ذریعے اس کی تشہیر کرنا یہ سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ منبروں اور سٹیجوں پر گلا پھاڑ پھاڑ کرانـــا

بشر مثلکم کی رٹ لگانا ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔

ذوالنورین

تمام مسلمان بریلوی، دیوبندی وغیرہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین لکھتے اور بولتے ہیں۔ ذوالنورین کے معنی ہیں دو نوروں والے۔ چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نور مجسم ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آئیں یعنی رحمت دوجہاں ﷺ کے دو نور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئے تو محبوب دوجہاں ﷺ کی صاحبزادیاں حضرت رقیہ و حضرت کلثوم رضی اللہ عنہما کو تو نور بولا جاتا اور لکھا جاتا ہے، دیوبندیوں کے رسائل اور کتب اس سے بھری پڑی ہیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دونوروں کے مالک مانتے ہیں اور وہ نور مجسم ﷺ کی صاحبزادیاں جس نور کے صدقے نور کہلائیں کیا وہ خود نور نہیں ہیں؟ نعوذ باللہ ہمارے جیسا مٹی کا بنا ہوا بشر ہے بشر، تف ہے تمہاری عقل پر۔ ذرا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے نعرہ حق کی بھی داد دیجئے۔ جناب نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت،
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

☆ حضرت محمد قاسم نانوتوی کے اس شعر کی تصدیق رحمت دوجہاں ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ہوتی ہے۔ (مطالع المسرات) میں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! حقیقت میں میرے رب کے سوا مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔

☆ حاکم کائنات ﷺ تو فرما رہے ہیں کہ میری حقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی نے نہیں پہچانا، اور یہی مولوی قاسم نانوتوی لکھ رہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے حسن و جمال پر بشریت کا پردہ رہا۔ اصل میں آپ کی حقیقت کو سوائے ستار یعنی اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ جان سکا اور یہ سب ہی قاسمی کہتے ہیں کہ ہم نے محبوب کریم ﷺ کو پالیا۔ آپ نعوذ باللہ۔ ہمارے جیسے مٹی کے بنے ہوئے بشر ہیں۔ ہماری طرح کھاتے ہیں، پیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقالوا بشر یھد ننا فکفرو تو وہ کہہ اٹھے کہ بشر ہمیں ہدایت دینے آئے ہیں، تو کافر ہوگئے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

☆ از جمع الوسائل جلد ۲، صفحہ ۷ میں ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے جمال کو صحابہ کرام کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا، کیونکہ اگر ان پر آپ ﷺ کا حسن و جمال ظاہر ہو جاتا تو وہ آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکتے تھے۔

☆ انفاس العارفین صفحہ ۲۹ پر بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالرحیم نے لکھا ہے محبوب دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے میرے جمال کو لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رکھا۔

ان تمام دلائل و براہین کو نظر انداز کر کے یہ کہنا کہ قران وسنت میں اور محدثین و محققین کے اقوال و

نور بشر کی وضاحت

ارشادات میں جو محبوب کریم ﷺ کو نور کہا گیا ہے' اس سے مراد نور ہدایت ہے اور آپ محض بشر اور ہادی تھے۔ یہ بالکل کج فہمی' کامل بے انصافی' سراسر حق ناشناسی اور آپ ﷺ کی حقیقت سے بے بہرہ چشمی ہے۔

☆ کیا آپ کے والدین مغفورین کے اصلاب وارحام میں محض ہدایت پھرتی رہی؟

☆ کیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس کو ہدایت نے بقعہ نور بنادیا تھا؟

☆ کیا قتادہ بن نعمان' عباد بن بشر اور اسید بن عفیر رضی اللہ عنہم کی لکڑیوں میں ہدایت نے چمک اور روشنی پیدا کردی تھی؟

☆ کیا ایک حبشی غلام جو اپنے آقا کے لئے پانی کا مشکیزہ لئے جارہا تھا اور مسلمانوں نے اس کو پکڑ کر رحمت دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردیا۔ آپ نے اس سے ایک پیالہ پانی کا لیا اور اس سے سارا لشکر حتی کہ جانور بھی سیراب ہوگئے۔ اس حبشی غلام کے سیاہ فام چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کا چہرہ چمکنے دمکنے لگا اور اس کو اپنا مالک بھی نہ پہچان سکا' تو کیا سارے لشکر کی سیرابی اور غلام حبشی کے چہرے کی چمک دمک محض ہدایت کی بدولت ممکن ہوئی؟

☆ کیا حضرت خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی میں ابرہہ کے ہاتھی محمود نے ہدایت چمکتی دیکھی تھی کہ ہاتھی سجدہ میں گر گیا؟

☆ کیا خود ابرہہ صرف ہدایت چمکتی دیکھ کر خواجہ عبدالمطلب کی تعظیم وتکریم کے لئے کھڑا ہوگیا تھا اور عزت وتوقیر سے حضرت خواجہ عبدالمطلب کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا؟

اشکال

ایک منکرِ شانِ نبوت یہاں یہ اعتراض کرسکتا ہے۔ جب ابرہہ کا یہ واقعہ پیش آیا تھا' اس وقت جان کائنات ﷺ کا نور اقدس سیدہ آمنہ کی طرف منتقل ہوچکا تھا۔ آپ ان دنوں شکم مادر میں تھے' اس لئے یہ واقعہ غلط اور باطل ہے۔ اس اعتراض کا جواب علامہ زرقانی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں جن کی جلالت و بصیرت کا ایک زمانہ قصیدہ خواں ہے۔

آپ کا سارا نور منتقل نہیں ہوا تھا بلکہ وہی منتقل ہوا جو مادہ مصطفےٰ ﷺ تھا اور اس نور کا اثر حضور سرور عالم ﷺ کے دادوں کی پشتوں میں باقی رکھنے میں ان کی عزت وعظمت کی جلوہ آرائی موجود تھی۔

دوسری عقلی دلیل

سورج کے طلوع ہونے سے پہلے طلوع فجر یعنی صبح صادق کی روشنی مشرق کی طرف سے طلوع ہوتی ہے' جوں جوں سورج طلوع ہونے کا وقت قریب آتا ہے' روشنی اور سفیدی نمایاں اور بڑھتی جاتی ہے۔ صبح صادق اور سورج کے نکلنے میں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا وقفہ ہوتا ہے۔ تو یہ صبح صادق کی سپیدی پیش خیمہ ہے کہ اب کچھ دیر بعد سورج طلوع ہوگا۔ اور شام کو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف جو سپیدی قریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ رہتی ہے وہ یہ اطلاع دیتی ہے کہ زمین کے اس حصے سے سورج آگے مغرب کی طرف منتقل ہوگیا ہے' تو محبوب کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل وہ نور جو آپ کے دادوں کی پشتوں میں تھا اور ان کی پیشانیوں میں چمکتا تھا' وہ نور صبح صادق کی سپیدی کی طرح اطلاع دیتا رہا کہ عنقریب آفتاب رسالت

ماہتاب ﷺ طلوع ہونے والا ہے اور اسی طرح جب حاکم کائنات ﷺ کا نور مبارک آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں منتقل ہوگیا تو حضرت خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی میں نور کا جو اثر تھا' جسے دیکھ کر ابرہہ اور اس کا ہاتھی متاثر ہوا تھا اس کی مثال سورج کے غروب ہونے کے بعد مغرب میں سپیدی کا پایا جانا ہے۔

تیسری عقلی دلیل

ایک اور مثال عرض ہے جس کو حکیم یا پنسار اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کو بھی سمجھانے کی کوشش ہے۔ صدف مروارید یعنی وہ سیپ جس میں موتی بنتے ہیں۔ پرانے سے پرانا صدف لیں اور غور سے دیکھیں کہ صدف کے جس حصہ (کھڈ) میں مروارید پرورش پاتا ہے' وہ ایک معمولی سی کھڈ ہوتی ہے جو موتی کے حجم کے مطابق ہوتی ہے' اس کھڈ کو آگر آپ غور سے دیکھیں تو صدف کے دوسرے حصے کی نسبت بہ زیادہ چمکیلی ہوگی۔ اس کھڈ میں جو انیمل (پالش ہوئی ہوتی ہے) وہ بالکل موتی ہی کی قسم کی پالش ہوتی ہے اور حکماء نے لکھا ہے کہ اگر موتی دستیاب نہ ہوں تو پھر صدف کی اسی پالش کو چاقو سے کھرچ کر موتی کی متبادل استعمال میں لائیں۔ تو جناب! صدف میں جہاں موتی پرورش پاتا ہے' وہ حصہ موتی کے نکل جانے کے کئی سال بعد بھی بہ نسبت صدف کے دوسرے حصے سے زیادہ موتی کی طرح چمکتا اور دمکتا ہے تو جو نور حضرت خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی میں چمک رہا تھا' وہ موتی کی طرح اس نور کا بقایا اثر تھا اور یہی بقایا اثر علامہ زرقانی نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ اگر تعصب سے دور رہ کر سمجھنے کی کوشش کریں تو سب کچھ سمجھ میں آسکتا ہے اور جن کی عقلوں پر دبیز پردے پڑ چکے ہیں اور بحکم باری تعالیٰ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم لہٰذا وہ اس سعادت سے محروم ہی رہیں گے' ان کو کبھی سمجھ نہ آئے گی۔

نبیوں کو بشر کس نے کہا

مخلوق میں سے سب سے پہلے ابلیس نے اللہ کے نبی کو بشر کہا۔ قال یا ابلیس مالك ان لاتکون مع الساجدین (پارہ ۱۴) اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ تو ابلیس نے جواب دیا' قال لم اکن لاسجد بشر خلقته من صلصال من حماء مسنون میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بجنے ہوئے کیچڑ سے پیدا کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا۔ فاخرج منھا فانك رجیم و ان علیك اللعنة الی یوم الدین اے ابلیس تو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہوگیا اور تجھ پر ضروری قیامت تک لعنت ہے)۔

ابلیس نے تو صرف ایک دفعہ اللہ کے نبی کو بشر کہا تو ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود بنا کر دوزخی بنا دیا گیا۔ تو جو لوگ ہمیشہ اس کی سنت ادا کرتے ہوئے دن رات محبوب کریم ﷺ کو بشر بشر کی رٹ لگانے والے ہیں' خدا ہی جانے ان کو کونسے طبقہ میں جگہ دے گا اور ساتھ ہی اللہ نے فرمایا۔ لاملئن جھنم منك و ممن تبعك تجھ سے بھی جہنم کو بھروں گا اور اس سے بھی جو تیری تابعداری کرے گا۔ یعنی جو بھی تیری طرح انبیاء کرام علیھم السلام کو بشر بشر کہے گا ان سے بھی جہنم کو پر کردوں گا۔ ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ کہیں اس وممن تبعك (اور جو تیری پیروی کرے گا) اس زمرہ میں کہیں ہم تو نہیں آرہے؟ ایک دفعہ بشر کہنے والے کی اب تک اپیل منظور نہیں ہوئی اور نہ ہوگی' تم ذرا سوچ سمجھ کر زبانیں چلاؤ۔

نور بشر کی وضاحت

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کے کسی امتی نے اپنے اللہ کے نبی کو بشر نہیں کہا۔ ہاں منکرین انبیاء نے اپنے انبیاء کرام کو بشر سے خطاب کیا جیسا کہ پہلے ابلیس کا خطاب بیان کیا گیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا۔ فقال الملأ الذین کفروا من قومه ما نراك الا بشرا مثلنا سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا' نہیں دیکھتے ہم تجھے مگر بشر ہماری مثل یعنی تو ہماری مثل بشر ہی تو ہمیں نظر آ رہا ہے (سورۃ ھود)۔

☆ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا۔ وقال الملأ الذین من قومه الذین کفروا وکذبوا بلقاء الاخرة واترفنهم فی الحیوة الدنیا ماھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منه و یشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخسرون قوم عاد کے سردار کافروں نے کہا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا' حالانکہ ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں ہی دولت دی' کیا کہ نہیں ہے یہ ہو' مگر تمہاری مثل بشر کھاتا ہے وہ جو تم کھاتے ہو' پیتا ہے وہ جو تم پیتے ہو اور اگر تم بشر مثلکم کے مطیع ہو گئے تو تم ذلیل ہو جاؤ گے (سورۃ مومنون)۔

یہ جو آجکل اسٹیجوں اور منبروں پر بیٹھ کر کہا جاتا ہے' بشرا مثلکم بشرا مثلکم یہ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام علیہم السلام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ قوم ثمود نے بھی اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کذب ثمود بالنذر فقالوا بشرا منا واحد نتبعه قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا' تو انہوں نے کہا' کیا ہم سے ایک بشر ہے جس کی ہم اتباع کریں (سورۃ قمر) اس کے علاوہ چار مرتبہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا۔

☆ ماانت الا بشر مثلنا تو ہماری مثل ہی بشر ہے (سورۃ الشعراء)۔

☆ اسی طرح حضرت موسیٰ وہارون علیہم السلام کو فرعونیوں نے بشرین کہا۔ فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر (سورۃ مومنون)۔

☆ بن والوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہا۔ وما انت الا بشر مثلنا تم تو نہیں ہو' مگر ہماری مثل بشر (سورۃ الشعراء)۔

☆ اور فقالوا بشر یهدوننا فکفروا کہہ اٹھے کہ کیا بشر ہمیں ہدایت دینے آیا ہے' تو وہ کافر ہو گئے (سورۃ التغابن)۔

☆ ابوجہل اور اس کے ہمنواؤں نے محبوب کبریاء ﷺ کو بشر کہا۔ هل هذا الا بشر مثلکم نہیں ہے یہ مگر تمہاری مثل بشر (سورۃ الانبیاء)۔

☆ ولید بن مغیرہ نے رحمت دوجہاں ﷺ کو بشر کہا۔ ان هذا الا قول البشر یہ اور کچھ نہیں مگر بشر کا قول (سورۃ مدثر)۔

بحمد اللہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے ہم نے یہ امر واضح کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے

جیسا بشر کہنا کفار ہی کا دستور ہے' کسی امتی نے اپنے وقت کے اللہ کے نبی کو بشر نہیں کہا۔ جان کائنات ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنے والے قرآن کریم کی کسی ایک ہی آیت سے یہ ثابت کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کسی امتی نے اپنے نبی کو بشر کہا ہو' مگر شرط یہ ہے کہ آیت بالکل صاف اور صریح ہونی چاہیئے' کوئی ہیرا پھیری اور صیہونی چکر نہ ہو۔

یہ جو ہر وقت انا بشر مثلکم کی رٹ لگائے پھرتے ہیں (میں تمہاری مثل بشر ہوں)۔ ذرا غور کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' وما من دآبة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم اور نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہے' مگر نہیں ہیں تمہاری مثل (سورۃ انعام)۔

اللہ قادر و کریم نے اس آیت کریمہ میں بحیثیت امت تمہیں پرندوں اور درندوں کے مماثل فرمایا ہے' تو بحیثیت امت جانور' کتے بلے' خنزیر اور پرندے الو' گدھ وغیرہ سب تمہاری جیسی امتیں ہیں' تو امت خداوندی ہونے میں تم ان جیسے ہوئے' ان کی مثل ہوئے' تو اسی آیت خداوندی کی رو سے اگر کسی کو کہا جائے امت اللہ ہونے کی بناء پر تم اور گدھے' الو اور گدھ ہم مثل ہو' تو اس کو ناگوار ہوگا یا نہیں' ضرور ہوگا' بلکہ وہ سیخ پا ہوگا' لیکن آپ کو سیخ پا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں' یہاں تو امثالکم فرمایا جارہا ہے۔ اس آیت کریمہ سے سبق حاصل کرو۔ بشر مثلکم خداوند کریم کا تشبیہ دینا اور ہے اور ہمارا اپنے قیاس سے تشبیہ دینا اس میں فرق بعید ہے۔ محسن کائنات ﷺ کا انا بشر مثلکم فرمانا عاجزی اور تواضع ہے۔

تفسیر خازن

صفحہ ۸۲۔ قال الحسن علمه الله تعالیٰ لتواضع حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قل انما انا بشر مثلکم ارشاد فرما کر تواضع کا سبق سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر

جلد ۵' صفحہ ۷۶۱۔ قل انما انا بشر مثلکم امر محمد صلی الله علیه وسلم بان یسلك طریق التواضع فقال یہ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو فرمایا تا کہ آپ کو تواضع اور عاجزی کا سبق ملے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کئی برس تک یہ وظیفہ پڑھتے رہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم یغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اے رب ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا' اگر تو ہمیں نہ بخشے اور نہ رحم کرے تو ہم خسارہ پانے والے بن جائیں گے۔ کیوں جی! انا بشر مثلکم کی رٹ لگانے والو! ذرا یہاں بھی ایک ہی بار کہہ دو کہ نعوذ باللہ سیدنا آدم علیہ السلام ظالم تھے' خاسر تھے۔ ہاں ہاں کہو' کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام خود عرض کررہے ہیں' ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ۔ یہاں کتنے برس گزر چکے ظلمنا انفسنا کا وظیفہ پڑھتے ہوئے' لیکن کوئی مسلمان ایک بار بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ سیدنا آدم علیہ السلام ظالم و خاسر تھے اور محبوب کبریاء ﷺ نے تو صرف ایک دوبار اپنے رب کریم کے حکم سے فرمایا' انا بشر مثلکم ۔ مسلمانو!

سیدنا آدم علیہ السلام نے بھی عجز وانکسار سے عرض کیا اور محبوب دو جہاں ﷺ نے تواضع اور عاجزی کا سبق دہرایا۔ ایسے ہی حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی 'لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو پاک ہے' بیشک میں ہی ظالموں سے ہوں۔ کیوں جی! حضرت یونس علیہ السلام عرض کر رہے ہیں کہ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو پاک ہے' میں ہی ظالموں میں سے ہوں' تو یہاں بھی آپ ان کی سنت ادا کرتے ہوئے صرف ایک بار ہی کہہ دیں کہ نعوذ باللہ حضرت یونس علیہ السلام ظالموں میں سے تھے۔ کوئی حرج نہیں' وہ خود کہہ رہے ہیں انی کنت من الظالمین تم کیوں نہیں کہتے؟ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کے کہے ہوئے الفاظ دوسرے کے کہنے سے وہ آدمی خود ایمان سے خارج ہو جاتا ہے' تو ایسے ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان انا بشر مثلکم کی گردان کرنے سے تو ایمان کا بالکل نام ونشان تک نہیں رہتا' کیونکہ بغض اور تعصب میں اندھے ہو گئے ہو۔

مثلکم کی عقلی دلیل

سب عورتیں کسی کی والدہ کسی کی ہمشیرہ اور بیوی ہونے میں سب ہم مثل ہیں' لیکن اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے کہ تو میری بیٹی یا ماں کی مثل ہے' تو ساٹھ روزے متواتر رکھے گا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے گا تو تب وہ اپنے بیوی کے قریب جا سکتا ہے' ورنہ نہیں یا اگر کوئی یہ کہے کہ میری ماں یا میری بہن اور بیٹی میری بیوی جیسی ہے' تو ایمان جاتا رہتا ہے' جب تک توبہ نہ کرے گا' بے ایمان رہے گا۔ اگر گھر میں مثلیت قائم کرنے سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے تو محبوب کبریاء ﷺ سے مثلیت قائم کرنے سے ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے؟

مثلیت محبوب کریم ﷺ کی ممانعت کی کلام مجید سے دلیل

یانساء النبی لستن کاحد من النساء اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو یعنی اور عورتوں کی مثل نہیں ہو (سورۃ الاحزاب)۔ مسلمانو! کچھ سوچو' کچھ عقل سے کام لو' کیا بغض رسالت کی وجہ سے دلوں پر مہریں تو نہیں لگ گئیں۔ ختم اللہ علی قلوبھم ایک معمولی عقل کا مالک بھی یہی کہے گا کہ مالک دو جہاں ﷺ کی ازواج مطہرات کی مثل اور کوئی عورت نہیں' تو جس نور مقدس کی طفیل آپ کی ازواج مطہرات کو یہ اعزاز بخشا جا رہا ہے' اس ذات مقدس کی مثل کون ہو سکتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ اور اللہ کے محبوب رسول ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ ساری زندگی ہم آپ کی تنقیص ہی کرتے رہے اور بقول حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی پھینکی ہوئی ہڈیاں ہی چنتے رہے۔

اس دن تیری دیکھی جاسی شوخی تے دلیری
جس دن پاک محمد کہسی ایہہ نئیں امت میری

اللہ قادر وکریم فرماتا ہے' النبی اولی بالمومنین من انفسوھم محبوب کریم ﷺ تمام مومنین کے نفسوں سے بہت اولیٰ وارفع ہیں' اور تم کہہ رہے ہو کہ محبوب کبریاء ﷺ ہماری مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باعتبار نفس بھی نبی کریم ﷺ تم سے بہت بہتر ہیں' تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ محبوب کریم ﷺ ہماری مثل نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے۔

رحمت دو جہاں ﷺ نے تو اپنے رب کریم کے حکم سے ایک آدھ بار تواضع اور عاجزی سے فرمایا۔ انا بشر مثلکم جیسا کہ پہلے تفسیروں کے حوالے آپ دیکھ چکے ہیں تو اس ایک بار کے فرمان کو منکرین نورِ نبوت نے پلے باندھ لیا ہے، لیکن جہاں خود محبوب کریم ﷺ نے دس بارہ دفعہ فرمایا کہ ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں''، تو اب بھی اگر کوئی قسمت کا مارا محبوب کبریاء ﷺ کو اپنی مثل بشر کہے تو اس کا کیا علاج، میں سمجھتا ہوں اس کا علاج بس یہ آیت ہے کہ ختم اللہ علی قلوبھم ---- ولھم عذاب عظیم۔

مثلیت کی ممانعت احادیث محبوب کریم ﷺ سے

☆ سنن بیہقی جلد ۷ صفحہ ۶۲، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بات کی یارسول اللہ بیشک آپ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدمی کی نماز کا آدھا ثواب ملتا ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں لیکن میں تم میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہوں۔

☆ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ وصلی روزے نہ رکھو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، حضور آپ وصلی روزے رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہوں۔ نیز فرمایا میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں یا فرمایا بیشک میں رات گزارتا ہوں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

☆ دارمی شریف صفحہ ۲۶۲۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی والدہ نے خبر دی کہ ہمارے ہاں محبوب کریم ﷺ تشریف لائے تو ہم نے بعض سبزی کھانے کی تکلیف دی، اس میں کچھ بو تھی، جب ہم آپ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے کراہت فرمائی اور اپنے دوستوں کو فرمایا کہ تم کھالو، بیشک میں تم میں سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے دوست ساتھی کو تکلیف ہوگی۔

☆ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حاکم کائنات ﷺ نے وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضور بیشک آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بیشک میں تمہاری مثل نہیں ہوں، بیشک میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

☆ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۲۔ بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

☆ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۲۔ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

☆ ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۹۔ بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

☆ ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۹۔ بروایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ۔

☆ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۷۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ۔

☆ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۲۸، ۱۵۲، ۱۵۳۔

ان احادیث مبارکہ کا مضمون تقریباً وہی ہے جو اوپر ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ مذکورہ بالا بارہ دفعہ فرمان محبوب کریم ﷺ لست کاحدکم سے ثابت ہوا کہ رحمت دو جہاں ﷺ ہماری مثل نہیں اور محبوب دو جہاں ﷺ کا ارشاد گرامی ان ربی یطعمنی ویسقینی سے ثابت ہوا کہ آپ ہماری مثل نہیں

ہیں۔ کیونکہ اللہ قادر و کریم آپ کو کھلاتا، پلاتا ہے اور وہ آپ کے وصلی روزے کا مفسد نہیں ہے اور ہم ذرا سی چیز کھالیں تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے، ہم وضو سے سو جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور حاکم کائنات ﷺ وضو سے سو جائیں تو آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم مالک دو جہاں ﷺ کی مثل نہیں ہیں۔ بخاری شریف جلد ا صفحہ ۷ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رایت ہے کہ جان کائنات ﷺ ان اعمال کا حکم فرماتے ہیں جن کو لوگ بجالانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ محسن کائنات ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے اور مالک دو جہاں ﷺ نے لوگوں کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کو اپنی مثل سمجھیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب کرے جن سے محبوب کبریاء ﷺ کی شان میں گستاخی اور تنقیص کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رحمت دو جہاں ﷺ کی شان مبارک سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

چند سوالوں کے جواب

محترم قارئین کرام! محبوب کبریاء ﷺ کے بے مثل و بے نظیر ہونے کے دلائل قرآن و حدیث اور روایات معتبرہ سے ثابت کرنے کے بعد اب ان سوالوں کا جواب پیش کیا جائے گا جو مخالفین کی طرف سے عقائد حقہ اہلسنت والجماعت پر ہوتے ہیں۔

سوال بخاری شریعت جلد اول صفحہ ۵۸، ابن ماجہ شریف صفحہ ۸۵ میں کہا ہے کہ ایک دن رحمت دو جہاں ﷺ نے نماز پڑھائی اور دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کمی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ ''ولکن انما انا بشر مثلکم وانسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی ط کہ میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں، جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو''۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہماری مثل بشر بھی تھے اور بھولتے بھی تھے۔

جواب بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹ اور ابن ماجہ شریف صفحہ ۸۶ میں اس کا جواب ہے کہ حضرت ذوالیدین نے جب عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہوگئی؟ تو محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا۔ لم انسی ولم تقصر کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے تو محبوب کبریاء ﷺ کا ہماری مثل ہونا ان کے بھولنے پر موقوف تھا اور جب آپ ﷺ بھولتے ہی نہ تھے تو ہماری مثل بھی نہ ہوئے۔ اصل بات یہ ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کو اللہ قادر و کریم ﷺ کی طرف سے کسی خاص وقیہ نہ بھلایا جاتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کو بھلایا نہ جاتا تو نماز میں ہمارے بھولنے پر ہماری نمازیں کیسے صحیح ہوتیں؟ گویا نبی کریم ﷺ کا بھولنا بھی دین اور شریعت ہے (سورۃ الاعلیٰ پارہ ۳۰، آیت ۶، سنقرئک فلا تنسی الا ما شآء اللہ ہم پڑھا دیں گے تجھ کو کہ تو پھر نہ بھولے گا مگر جو چاہے اللہ۔

سوال اگر نبی ﷺ نور تھے تو میدان احد میں دندان مبارک کیوں شہید ہوئے اور خون کیسے نکلا جبکہ نور کے نہ دانت ہوتے ہیں اور نہ اس کا خون؟

جواب مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ قادر و کریم نے عزرائیل علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کی روح مبارک قبض کرنے کو بھیجا اور جب عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے توفلطم موسیٰ علیه السلام عینی ملك الموت ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو تھپڑ مارا کہ عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکل گئی۔ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث پاک کے مطابق خلقت الملئکة من النور کہ تمام فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی نور سے تھے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ مارنے پر ان کی آنکھ نکل آتی ہے مگر عزرائیل کے نور ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ تو اسی طرح میدان احد میں محبوب کریم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہونے اور خون نکلنے سے آپ ﷺ کے نور ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔

سوال اگر حضور علیہ السلام نور تھے تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟ اور آپ ﷺ کی اولاد کیوں تھی؟ اور آپ ﷺ کے جسم پاک سے خون کیوں نکلتا تھا؟ یہ سب چیزیں نور کے منافی ہیں۔

جواب حق تو یہ تھا کہ جن میں امام الانبیاء علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی بسر کی اور جن کو محبوب کبریاء ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ انا من نور الله وکل خلائق من نوری کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے اور اول ما خلق الله نوری کہ سب سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا کیا وہ یہ سوال کرتے:

مشکوۃ شریف جلد دوم صفحہ ۵۱۳، ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۱: جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔ کنت نبیا و ادم بین الماء والطین کہ اس وقت بھی میں نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی میں تھے۔ ان تمام امور کے پیش نظر حق تو یہ تھا کہ وہ لوگ یہ سوال کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اپنے متعلق مجسمہ نور ہونے کا بھی اعلان فرماتے ہو اور پھر کھاتے پیتے بھی ہو اور اولاد بھی پیدا کرتے ہو۔ مگر کسی نے محبوب کریم ﷺ سے اس قسم کا کبھی سوال نہیں کیا تھا۔ اس کی پوری تشریح پر غور کرنے سے یہ مسئلہ پوری طرح سمجھ میں آجائے گا جو مندرجہ ذیل ہے۔

محبوب کریم ﷺ کی بہت سی حیثیتوں میں سے دو حیثیتیں یہ بھی ہیں۔ نورانیت اور بشریت اور یہ دونوں اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں اور علمائے حق اہل سنت والجماعت کا ان دونوں پر ایمان ہے کہ راحت دو جہاں ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ لیکن بحث مطلقاً بشر ہونے میں نہیں ہے بلکہ بشر مثلکم میں ہے اور جب نبی کریم ﷺ بحیثیت نور کے ہوں گے تو اس وقت نور کے تمام لوازمات بھی ان کے ساتھ ہوں گے اور جب بحیثیت بشر کے ہوں گے تو بشریت کے تمام تقاضے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے اور بعض امور نور کے لئے محال عادی ہوتے ہیں اور بعض بشر کے لئے۔ مثلاً کھانا پینا، نکاح کرنا، اولاد پیدا کرنا اور جسم کے کسی حصہ سے خون کا جاری ہونا یہ نور کے لئے محال عادی ہیں اور کئی کئی دن تک کچھ نہ کھانا اور آن واحد میں لوح و قلم، عرش و کرسی کی سیر کرنا اور لامکان تک جانا یہ بشر کے لئے محال عادی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ بشر مثلکم کے فتوے

نور بشر کی وضاحت

لگانے والوں کو راحت دو جہاں ﷺ کھاتے پیتے، نکاح کرتے، اولاد پیدا کرتے اور آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خون نکلتا تو نظر آ گیا۔ مگر کملی والے کا کئی کئی دن تک کچھ نہ کھانا اور آن واحد میں عرش پر جانا ان کو نظر نہ آیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ نور کھاتا پیتا نہیں۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ بشر کھائے پیئے بغیر رہتا بھی نہیں۔ مگر یہ احادیث سے ثابت ہے کہ روح کائنات ﷺ کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے پیتے اور یہ صحیح ہے کہ میدان احد میں نبی کریم ﷺ کے جسم پاک سے خون نکلا تو یہ بھی ثابت ہے کہ امام الانبیاء علیہ السلام کا سینہ معراج کی شب کو چاک کیا گیا تو خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔

مشکوۃ شریف صفحہ ۵۲۴۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبریل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ فشق عن قلبہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن بچوں میں کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو لٹایا اور کملی والے کے سینہ پاک کو چاک کیا۔ یہاں تک کہ بچوں نے حضرت دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کو آ کر کہا کہ فقالوا ان محمد اقد قتل کہ حضرت محمد قتل کر دیئے گئے ہیں۔ پھر معراج کی رات کو محبوب کریم ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا۔

مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۹۴ فشرح صدری کہ میرا سینہ کھولا گیا اور پھر دل کو باہر نکال کر چیرا گیا اور پھر اس کو آب زمزم سے دھویا گیا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر لہو کی ایک بوند بھی نہ ٹپکی۔ تو ان حقائق کے پیش نظر سید المرسلین ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنے والوں سے پوچھا جائے کہ کھانے پینے اور خون نکلنے کی وجہ سے اگر شاہ خوباں ﷺ ہماری طرح کے ایک بشر تھے تو جب کئی کئی دن تک رحمت دو جہاں ﷺ کچھ نہیں کھاتے تھے اور جب آپ ﷺ کے جسم پاک سے لہو کی ایک بوند بھی نہ نکلی تھی، تو اس وقت آپ کیا تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں رحمت دو جہاں ﷺ کا مجسمہ اعجاز ہونا ثابت ہو کر کمال نبوت ورسالت کی اور بھی ایک بین دلیل بن جاتا ہے۔ مثلاً نور کھاتا نہیں ہے اور اگر وہ کسی وقت کھائے تو یہ نور کا معجزہ اور بشر کھائے بغیر رہتا نہیں اور اگر وہ نہ کھائے تو یہ بشریت کا معجزہ اور بشر سے خون ضرور نکلتا ہے اور اگر کسی وقت اس سے نہ نکلے تو یہ بشریت کا معجزہ مثلاً لکڑی کھاتی نہیں مگر جب اس کی ماہیت بدل جائے اور وہ ایک اژدہا کی صورت بن جائے تو پھر اسے فرعون کے سانپ کھانے ہی پڑتے ہیں۔

بلا تشبیہ ومثال امام الانبیاء ﷺ بھی جب تک نور کی حیثیت میں رب کائنات کی رحمت کی جھولی میں تھے، کچھ کھاتے پیتے نہیں تھے مگر جب بشریت کا جامہ اوڑھ کر جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی کھانا اور پینا پڑا۔

سوال کیا نور لباس بشری میں آ سکتا ہے؟

جواب کیوں نہیں، قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے نور ہونے کے باوجود لباس بشری میں آتے رہے۔

سورۃ مریم پارہ ۱۶، آیت ۱۷۔۱۸: فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا پس ہم نے جبریل علیہ السلام کو مریم کے پاس بھیجا مکمل بشر کی صورت میں۔ سورۃ الذریات پارہ ۲۶ آیت ۲۴ تا ۳۲: ھل اتاک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین۔ اذ دخلوا علیہ فقالوا سلاما۔ قال سلم قوم

منکرون اللہ قادر وکریم اپنے محبوب ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی بات بتلا رہا ہے کہ جب وہ فرشتے لباس بشری میں مہمان بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے اور سلام کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کچھ اوپرے ہو۔

مشکوۃ شریف صفحہ ۱۱ کتاب الایمان کی پہلی حدیث: عن عمر بن الخطاب قال بینما عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد اشعر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم محبوب کبریاء ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ اس کے بہت ہی سفید کپڑے تھے اور بہت ہی سیاہ بال تھے اور وہ دوزانو ہو کر ادب کے ساتھ محبوب دوجہاں ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کچھ مسئلے پوچھنے لگا۔ رحمت دوجہاں جواب دیتے رہے اور جب وہ چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اتدری من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبريل اتكم يعلمكم دينكم کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون تھا؟ تو میں نے عرض کی کہ اللہ جانے اور اللہ کا رسول (ﷺ)۔ تو محبوب جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۱: عن سعد ابن ابی وقاص قال لقد رأیت یوم احد عن یمین رسول الله عليه وسلم وعن يساره رجلين عليهما ثياب بيض يقا تلان الى اخره حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ احد میں شاہ خوباں ﷺ کے دائیں اور بائیں دو آدمی دیکھے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے جنگ کے بعد میں نے عرض کی تو کملی والے نے فرمایا کہ ایک جبریل علیہ السلام تھے اور دوسرا میکائیل علیہ السلام۔

مندرجہ بالا قرآن وحدیث کے مطابق اب یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فرشتے جو کہ نور ہی نور ہیں۔ لباس بشری اور انسانی صورت میں آتے رہے مگر ان کے نور ہونے میں کوئی فرق نہ آیا اور کوئی بھی ان کو اپنی مثل بشر نہیں کہتا لیکن محبوب کبریاء ﷺ اپنی کالی کملی اور سبز چادر میں اپنے نور خداوندی کو چھپا کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی آغوش رحمت میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے نور میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جبریل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام اور دوسرے نوری فرشتے انسانی صورت اور لباس بشری میں سفید کپڑے پہن کر اور سیاہ بالوں کے ساتھ آجائیں تو پھر بھی نور کے نور اور اگر سید المرسلین ﷺ کالی کملی اوڑھ کر اور سبز چادر پہن کر تشریف لائیں تو بشر مثلکم سمجھ میں نہیں آتا۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اپنی مثل بشر سمجھنے والے نبوت اور رسالت کے مقام اور رحمت دوجہاں ﷺ کے کمالات وصفات کے دشمن ہیں۔ ورنہ کہاں ہم اور کہاں وہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس موضوع کے آخر میں شان محبوب کریم ﷺ کی ایک واضح حقیقت پر غور کرو کہ کسی مفسر نے حروف مقطعات کا کوئی معنی نہیں کیا یعنی طٰہٰ یٰس یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں اور قرآن پاک کا ترجمہ کرنے والوں نے ان کا کوئی معنی نہیں کیا۔ کیونکہ ان کے معانی ومطالب انسانی علم وعقل اور فہم وفراست سے بالاتر ہیں اور طٰہٰ یٰس نبی کریم ﷺ کی ہی دو صفات ہیں تو جس کی صفات انسانی علم فراست سے باہر ہیں اس کی ذات کو کون سمجھ سکتا ہے؟ اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو ! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑ یئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے ، رافضی ہوئے ، نیچری ہوئے ، قادیانی ہوئے ، چکڑالوی ہوئے ، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑ یئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ، ان سے تابعین روشن ہوئے ، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے ، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو ، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ (وصایا شریف ص ۳ از مولانا حسنین رضا)

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

1 وسیلۂ محبوب ﷺ
2 گریہ محبوب ﷺ
3 عشق خیر الوریٰ ﷺ
4 اطاعت محبوب ﷺ
5 شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ
6 راحت دو جہاں ﷺ
7 لفظ ولی کا معنی و مفہوم
8 عقیدت کے پھول
9 آئینہ جمال کبریاء ﷺ
10 بنا کے مصور نے توڑا قلم
11 محبت اور علامات محبت
12 صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
13 عشق است امام من
14 راحت دو جاں ﷺ
15 پیکر حسن و جمال ﷺ
16 نور الھدیٰ ﷺ
17 عجب چیز ہے لذت آشنائی
18 شمس الضحیٰ ﷺ
19 صاحب الجود والکرم ﷺ
20 اسلام میں دل جوئی کا مقام
21 اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
22 کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
23 وسیلتنا فی الدارین ﷺ
24 جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
25 کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
26 وبالوالدین احسانا
27 آنچہ خوباں ہمہ ارند
28 اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
29 اسمائے محبوب ﷺ
30 عطائے محبوب ﷺ
31 تبسم محبوب ﷺ
32 آداب محبوب ﷺ
33 کلام محبوب ﷺ
34 اخلاق محبوب ﷺ
35 یاد محبوب ﷺ
36 محبوب کائنات ﷺ
37 گیسوئے محبوب ﷺ
38 در محبوب ﷺ
39 کمالات محبوب ﷺ
40 حیات محبوب ﷺ
41 صورت محبوب ﷺ
42 سیرت محبوب ﷺ
43 فرمان محبوب ﷺ
44 معجزات محبوب ﷺ
45 بزم محبوب ﷺ
46 محبّ اور محبوب ﷺ
47 عکس حسن محبوب ﷺ
48 تعظیم و توقیر محبوب ﷺ
49 اوصاف محبوب ﷺ
50 ذکر محبوب ﷺ
51 آمد محبوب ﷺ
52 رفعت محبوب ﷺ
53 عشق صدیق رضی اللہ عنہ
54 عشق بلال رضی اللہ عنہ
55 عشق اویس رضی اللہ عنہ
56 عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ
57 عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ
58 میرا محبوب کتنا حسیں ہے
59 صحابہ کا مقام عشق
60 افتئو منون ببعض الکتاب
61 علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب
62 بکھری زلفیں پریشان چہرہ
63 فان امنوا بمثل ما امنتم به